"حجیت اجماع امت" کا تحقیقی جائزہ
(تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" کی روشنی میں)

Research review of"hojjiyat ijma ummat"
(In the light of Commentary"alekleel_fe_estenbat_attanzeel")

خالد شاہ* ڈاکٹر طاہرہ فردوس**

ABSTRACT:

Ijma has a mamoth place in shariah after quran and hadith. It is an authentic and third source of islam. The reverence and place which ijma has obtained is because of Quran and Hadith. the saying of Quran explicite says to obey the intellectuals and there is strickt statement for those who will disobey them. For such class of intellects, the holy Prophet has said that my umma cannot give consent for wrong and unauthentic way. Similarly, The Prophet Muhammad alayhi sallam explained that there will be a class in my ummah who will be beneficial for everyone. The pluralistic class shows the importance of ijma and all such Hadith shows that ijma has a clear way in Islam. initio, ijma was initiated by the pious khulafa e rashideen who are thought to be a leader for umma. therefore, ijma of sahaba, ijma of Madina and ijma of letter class, all have enormous and different place. even ijma is conducted in the light of holy quran and hadith but it is an independent argument. these are sayings of Quran, hadith and ulma on this article.

Key words:ijma, sanad e ijma, sources of sharia, examples of ijma.

تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" کے مصنف علامہ جلال الدین السیوطیؒ ہے اور یہ تفسیر علامہ جلال الدین السیوطیؒ کی ایک مختصر اور بہت عمدہ فقہی تفسیر ہے۔ علامہ جلال الدین السیوطیؒ مختلف علوم میں مہارت جامعہ رکھتے ہے اور مختلف علوم میں انکی ایسی تالیفات ہیں کہ اسکی مثل کوئی نہیں لا سکا، ان تالیفات میں سے ایک تالیف "الاکلیل فی استنباط التنزیل" ہے، یہ تفسیر فقہی تفسیر میں ایک گران قدر تالیف ہے۔

جب بھی کوئی مصنف تالیف کرتا ہے تو اس کی تصفیف میں مصنف کی علمی منہج کا پتہ چلتا ہے، اگر کوئی مؤلف حدیث کے میدان کا شہسوار ہو تو طرز محدثانہ ہوتا ہے، اگر علوم فقہ کا ماہر ہو تو اسکے تصنیف سے پتہ چلتا ہے کے مصنف علم فقہ کے میدان کا شہسوار ہے۔ لیکن علامہ جلال الدین السیوطیؒ قرآن ہو یا حدیث، علم الادب العربی ہو یا علم فقہ ہو ہر ایک میں جب تصنیفی خدمات سرانجام دیتا ہے تو گویا موصوف اسی میدان کا شہسوار لگتا ہے گویا اسکا حق ادا کرتا ہے، ایسے ہی اس مذکورہ تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" میں بنیادی طور سے استنباط مسائل جس میں اعتقادی اور فقہی مسائل شامل ہیں اور خصوصاً فقہی مسائل کو اپنا ہدف بنایا ہے۔ اسی وجہ سے اس تفسیر میں مکمل قرآن اور ہر آیت کی تفسیر اور ہر آیت کی تشریح موجود نہیں ہیں بلکہ وہ آیتِ قرآنی موجود ہے جن سے مسائل کا استنباط ہوتا ہو اور مصنفؒ ان آیات سے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ یہ تفسیر، فقہی تفاسیر میں بہت اعلی تفسیر اسلئے ہے کہ اس کے اختصار کی وجہ سے اس سے زیادہ استفادہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ فقہی

*M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta
**Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.

تفاسیر میں عام طور سے طوالت ہوتی ہے جس سے اتنا زیادہ استفادہ نہیں کیا جاسکتا لیکن تفسیر الاکلیل اس اعتبار سے بہت مختصر اور بہت جامع فقہی تفسیر ہے، ایسی تفسیر کو شہرت اتنی ہی زیادہ ملنی چاہیے تھی مگر ہمارے ہاں اسکی شہرت تو کیا اس سے واقفیت ہی نا ہونے کے بقدر ہے، جبکہ اس تفسیر سے متعلق تو رائے پیش کی جاتی ہے کہ یہ فقہ میں ایسی عمدہ تفسیر ہے کہ اسکا مطالعہ کرنا ہر مفتی کیلئے بے حد ضروری ہے۔

صاحبِ تفسیر نے خصوصا مسلک کے لحاظ سے شافعی مسلک کو مد نظر رکھا ہے جیسا کہ مؤلف کا اپنا مسلک بھی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ دیگر مسالک کا بھی تذکرہ کرتے ہیں اور جہاں ایسا مذہب کہ جن کا باطل ہونا قرآن سے معلوم ہوتا ہو جیسے معتزلہ تو انکی طرف نسبت کرکے انکار د بیان کرتے ہے۔ علماء نے اجماع کے حجت ہونے کیلئے قرآن و حدیث سے بہت سے دلائل پیش کئے ہیں۔ اس طرح علامہ سیوطیؒ نے بھی اس طرح کے دلائل اپنی تفسیر میں جمع کئے ہیں، جن میں سے بعض کا تذکرہ یہاں مقصود ہے۔

تعریف اجماع

لغوی: کسی چیز کو منتشر ہونے سے بچانے، جمع ہونے اور کسی چیز پر عزم کرنے کے معنی میں آتا ہے، اور اس اعتبار سے لغوی معنی کا اصطلاحی معنی سے مناسبت بھی پایا جاتا ہے۔ الاجماع لغة : "لفظ مشترك بين الاتفاق والعزم"[1]۔ "لفظ اجماع اتفاق اور عزم کے درمیان مشترک ہے"۔ قرآن پاک میں لفظ "اجمع" کا استعمال دونوں معنی میں ہوا ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ[2]

ترجمہ: پھر ہوا یہ کہ جب وہ ان کو ساتھ لے گئے، اور انہوں نے یہ طے کر رکھا تھا کہ انہیں ایک اندھے کنویں میں ڈال دیں۔

آیت میں "اجمعوا" کا لفظ اتفاق کے معنی میں ہے کیونکہ معنی اسکا یہ ہے کہ یوسف کو کنویں میں پھینکنے پر اسکے بھائی متفق ہوئے۔[3]

فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ[4]۔ "اب تم اپنے شریکوں کو ساتھ ملا کر (میرے خلاف) اپنی تدبیروں کو خوب پختہ کرلو"۔

یہاں "اجمعوا" عزم کے معنی میں ہے یعنی اپنی تدبیروں کو خوب پختہ کرلو۔

اصطلاحی: اجماع کی مختلف تعریفات علماء کی طرف سے کی گئیں ہیں، البتہ جس تعریف کو "موسوعۃ الاجماع" میں مختار قرار دیا گیا ہے اور یہ تعریف اعتراضات سے بھی مسلم ہے اس تعریف کو پیش کیا جارہا ہے۔

التعریف المختار : فهو اتفاق مجتهدی العصر من امة محمدﷺ بعد وفاته علی امر من امور الدین۔[5]

ترجمہ: آپﷺ کی رحلت کے بعد امت محمد کے مجتھدین کا کسی امر دینی پر متفق ہونا۔

امام شوکانی بیان کرتے ہے: فهو اتفاق مجتهدی امة محمد ﷺ بعد وفاته فی عصر من الاعصار علی امر من الامور۔[6]

ترجمہ: آپﷺ کی وفات کے بعد امت کے مجتھدین کا کسی زمانے میں اور کسی معاملہ میں اتفاق رائے کا ہونا۔

اجماع کے الفاظ: اجماع کے لئے جو الفاظ استعمال ہوتیں ہیں اسکے تین اقسام ہیں۔

پہلا: صریح الفاظ اجماع: یہ سب سے قوی الفاظ ہوتے ہیں اور یہ الفاظ اجماع اور اسکے مشتقات ہیں: اجمع العلماء، اجمعوا، اجماع، الاجماع، اجماعہم، مجمعون، مجمع علیه، اجماع المسلمین، اجماع اهل العلم، اجماع العلماء، اجماع الفقهاء، اجماع الامة، اجماع اهل الملة، اجماع اهل القبلة، اجماع السلف۔

دوسرا: الفاظ الاجماع المقیدہ: جب کسی زمانے کی طرف اجماع کو منسوب کیا گیا ہو۔ جیسے: اجمع الصحابۃ ، اجمع التابعون ، باجماع اھل القرون المفضلۃ ، باجماع العلماء فی عصرنا

تیسرا: وہ الفاظ جو اجماع کے واسطے مفید ہو: لفظ "اتفاق" ہے اسکو بہت سے علماء اجماع کے واسطے استعمال کرتیں ہیں۔[7]

اجماع کے اقسام

عام طور سے اجماع کے تین اقسام کئے جاتے ہیں۔ اجماع قولی، اجماع عملی۔ یہ دونوں اجماع تو سب فقہاء کے ہاں حجت ہیں البتہ اجماع سکوتی، اس کے حجت ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہیں اور اس تیسری قسم میں پھر تین رائے ہیں:

امام احمد، بعض شوافع اور اکثر حنفیہ کے ہاں حجت قطعیہ ہیں۔ امام شافعیؒ، اکثر شوافع اور اکثر مالکیہ کے نزدیک حجت ہی نہیں۔ اور بعض فقہاء نے اسے "حجت ظنیہ" قرار دیا ہے۔[8]

اجماع کی چند مثالیں

ذیل میں تین مثالیں جو قرآن، حدیث اور قیاس سے اخذ کی گئی ہیں۔ قرآن کریم کا حکم ہے کہ تمہاری اپنی مائیں اور بیٹیاں تم پر حرام ہیں ارشاد خداوندی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ[9] "تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں حرام قرار دی گئی ہیں"۔

اب اصول (دادی وغیرہ) اور فروع (نواسی وغیرہ) کی حرمت قرآن سے ثابت ہے لیکن یہ احتمال باقی تھا کہ اصول و فروع حرام نا ہو صرف حقیقی مائیں اور بیٹیاں مراد ہو، لیکن اصول و فروع کے حرمت پر اجماع منعقد ہوا اب یہ حکم قطعی ہوا اور اس سے کوئی اختلاف کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ کسی چیز کو خرید کر پھر اسکو بغیر قبضہ کئے آگے فروخت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ:

من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یستوفیہ[10] "جس نے کھانے کی چیز خریدی وہ اس پر جب تک قبضہ نا کر لے اسے فروخت نہ کرے۔"

یہ حرمت حدیث سے ثابت تھی مگر یہ حدیث غیر متواتر تھی جو کہ ظنی ہوتی ہے قطعی نہیں، اب جب اس کے حرمت پر اجماع منعقد ہوا تو حکم قطعی ہوا۔ حدیث میں چھ چیزوں (سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک) کو ایک دوسرے کے بدلے فروخت کرو تو ادھار یا کمی بیشی ربا ہے جو حرام ہے چھ چیزوں کا حکم تو واضح تھا مگر چاول کی حرمت ان چھ چیزوں پر قیاس کرکے اسکو بھی ان چھ چیزوں میں شامل کر دیا، اب اجماع سے پہلے چاول کی حرمت کا حکم ظنی تھا کیونکہ قیاس سے ثابت تھا مگر اجماع کے بعد چاول کی حرمت کا حکم قطعی ہوا[11]۔ اور اجماعی فیصلہ جس دلیل پر مبنی ہوتا ہے وہ "سند اجماع" کہلاتا ہے۔

دلائل حجیت اجماع: اجماع شریعت کا ایک مأخذ ہے، اسکے دلائل قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

دلیل اول: ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا[12]

ترجمہ: اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے اسکو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے اور اسے دوزخ میں جھونکے گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے اللہ تعالی ایسے شخص کیلئے عذاب کا بیان فرمارہے کہ جو مومنین کے راستے سے ہٹ کر اپنے سے کوئی دوسری راہ اختیار کرتا ہے۔ لہذا امور دینی میں وہ

راہ ہی اپنانا ہو گا جسکو امت کے عام مومنین اختیار کرے۔

دلیل دوئم: امت محمدی کو "امت وسط" اور "دوسروں پر گواہ بننے" کا خطاب ملا ہے اور ایسے صفت سے متصف امت کا کسی باطل پر اتفاق ہونا محال ہے تو لازمی امر یہ ہوا کہ قول امت محمد بھی ایک مستقل حجت ہو۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا[13]

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا ہے تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو، اور رسول تم پر گواہ بنے۔

"امۃ وسطا سے اس امۃ کی افضلیت بیان ہو رہی ہے اور لتکونوا شھداء یہ دلیل ہے حجیت اجماع پر"[14]

عبد الرحمن بن عبد العزیز نے مذکورہ بالا آیت سے استدلال کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے۔

ان الله جعلهم شهداء على الناس ، واقام شهادتهم مقام شهادة الرسول فلا يمكن ان يشهدوا بباطل، ولما كان قول الرسول حجة، وجب ان يكون قول الامة حجة ايضا۔[15]

ترجمہ: اللہ تعالی نے امت محمدی کو لوگوں پر گواہ بنایا، اور انکی گواہی کو بمنزلہ شھادۃ رسول گردانہ، پس یہ ممکن نہیں کہ یہ امت کسی ایسی چیز پر گواہی دے جو باطل چیز ہو، اور جب قول رسول حجت ہے تو لازم ہے کہ امت محمدی کا قول بھی حجت ہو۔

دلیل سوئم: اس امت کو خیر امت ہونے کا خطاب دیا گیا تو جب یہ امت خیر پر رہے گی تو امت محمدیہ کے حق میں یہ خطاب خود انکی رائے کو حجت کا درجہ دیتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[16]

ترجمہ: تم وہ بہترین امت ہو، جو لوگوں کے فائدے کیلئے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو۔

آیت میں اس امۃ کو خیر امت کہا ہے، اسکا مطلب یہ کہ جس کام کے خیر ہونے پر یہ امت جمع ہو تو وہ خیر ہو گا اور اس اعتبار سے انکا اجماع بھی حجت ہے[17]

قرآن کی طرح احادیث میں بھی اجماع کے دلائل پائے جاتے ہیں، مثلا:

دلیل اول: حدیث میں جماعت سے علیحدگی کو منع کیا گیا ہے اور جماعت کو ربقۃ الاسلام (اسلام کی رسی) کہا ہے جو کہ ایک حجت ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقه الاسلام من عنقه[18]

ترجمہ: جو جماعت سے ایک بالشت قدر بھی جدا ہو تا ہے تو وہ اپنے گردن سے اسلام کی رسی کو اتار دیتا ہے۔

چونکہ اسلامی تعلیمات اور شریعت میں اجماع ایک اہم امر ہے اور مسلمان آپ ﷺ کے زمانے ہی سے اسکی اہمیت کو سمجھے ہیں اور اجماع سے دوری کو گمراہی ہی تصور کیا گیا ہے تو اجماع ایک اہم حجت شرعیۃ میں سے قرار پایا۔

دلیل دوئم: ایک حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ایک تو بیان فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو نگی اور دوسری بات یہ کہ اختلاف واقع ہونے کی صورت میں آپ ﷺ نے سواد اعظم کے اتباع کا حکم دیا، جو ایک حجت شرعی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: عن انس بن مالك يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول ان امتى لا تجتمع على ضلالة فاذا رئيتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم[19]

ترجمہ: انس ابن مالک فرماتے ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: بیشک میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہو نگی، پس جب تم کسی اختلاف کو دیکھو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو۔

علماء امت کے اقوال "حجیت اجماع امت" پر

ارشاد خداوندی ہے: لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ[20] "تاکہ تم دوسرے لوگوں پر گواہ بنو"۔

علامہ جلال الدین السیوطی اپنے تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" میں اجماعِ امت کی حجیت پر مذکورہ بالا آیت سے یوں استدلال کرتے ہے۔قیل: ففیه دلالة علی حجیة اجماع الامة[21] "کہا گیا ہے؛ کہ اس میں اجماع امت کے حجیت پر دلالت موجود ہے"۔

علامہ سرخسی "حجیت اجماع امت" سے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے یہ فرماتے ہے کہ امت کا کسی بات پر اجماع اس کے یقینی درست ہونے کی ایک علامت ہے اور یہ امت محمدی کی کرامت ہے۔ان الاجماء هذه الامة موجب العلم قطعا کرامة لهم علی الدین[22]

ترجمہ: اس امت کا اجماع "علم قطعی" کا سبب ہے یہ اس امت کا دینی اعزاز ہے۔

امام آمدی کا یہ کہنا ہے کہ اجماع ایک حجت شرعی ہے جس پر تمام مسلمانوں کو چلنا ہو گا۔

ألأجماء عبارة عن اتفاق جملة أهل الحل والعقد من أمُة محمد فی عصر من الأعصار علی حكم واقعة من الوقائع۔[23]

ترجمہ: اجماع امت محمدی ﷺ کے سب اہلِ حل وعقد کے کسی بھی زمانے میں کسی پیش آنے والے واقعہ پر ہونے والے اتفاق کا نام ہے۔

اجماع اہل بیت حجت ہے:

قرآن پاک اہل بیت سے متعلق یہ ارشاد بیان فرماتا ہے کہ اہل بیت سے اللہ تعالی گندگی کو دور کر کے ہر طرح کی پاکی عنایت فرماتا ہے توچونکہ گندگی کی نفی کی گئی ہے اور اسکے لئے لفظ رجس کا استعمال کیا ہے۔رجس؛ جسکا معنی گندگی کا ہے توجب اس کی نفی کی گئ تو اسی سے یہ دلیل بھی ثابت ہوئی کہ اہل بیت کا اجماع حجت ہے کیونکہ خطا کا ہونا بھی ایک گندگی ہے اور اہل بیت سے اللہ تعای نے گندگی (خطا) کو دور کیا ہے۔تو مذکورہ بالا تفصیل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اہل بیت محفوظ ہے تو انکا اجماع یقینا حجت کہلائے گا۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا[24]

ترجمہ: اے نبی کے اہل بیت! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

اس آیت کی تشریح تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" میں یوں بیان کی گئی ہے۔

استدل به من قال : ان اجماع اهل البیت حجة ؛ لان الخطا رجس فیکون منفیا عنهم[25]

ترجمہ: اس سے یہ دلیل پکڑی ہے جنہوں نے یہ کہا ہے: یقینا اجماع اہل بیت حجت ہے؛ کیونکہ خطا ایک گندگی ہے پس یہ اہل بیت سے دور کی گئی ہے۔

اجماع "اصلِ ثالث" ہے، اکیلے کوئی دلیل نہیں

قرآن وحدیث کے بعد اجماع کا نمبر ہے یعنی اسکا نمبر تیسرے درجے پر ہے اسلئے اسکو "اصل ثالث" کہا جاتا ہے۔اور اجماع اکیلے کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ "اجماع" قران وحدیث کے تابع ہے۔

فالاجماع لیس دلیلا منفردا عن الاصلین الاولین، بل وہ تابع لھما[26]

ترجمہ: پس اجماع پہلے دو اصل کے بغیر، اکیلے کوئی دلیل نہیں، بلکہ ان دو کے تابع ہے۔

کلام اللہ اور سنت رسول یہ دونوں شریعت کے ماخذ اصلی ہیں اور سب سے مقدم ہے، یہ دونوں مأخذ کسی بھی اجتھاد، اجماع یا رائے پر مقدم ہونگے یعنی جہاں قرآن یا سنت سے کوئی شرعی حکم معلوم ہوتا ہو تو وہاں پر کسی طرح کی کوئی رائے یا کوئی اجتھاد یا اجماع نہیں چلے گا۔جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ[27]"تواسے اللہ اور رسول کے حوالے کرو"

تفسیر"الاکلیل" ملاحظہ ہو۔قال: الی کتاب اللہ وسنة رسولہ ففیہ حجیة الکتاب والسنة وانھما مقدمان علی الرای۔[28]

ترجمہ: کہا: اللہ تعالی کی کتاب اور اسکے رسول کی سنت کی طرف دیکھو پس اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول ایک حجت ہوئے اور یہ دونوں کسی بھی رائے پر مقدم ہونگے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اجماع فی نفسہ کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اجماع سے مراد وہ دلیل شرعی ہے جو اہل علم و مجتھدین کسی مسئلہ پر ایسا اتفاق کرے جو قرآن وسنت کی روشنی میں ہو۔

اجماع جب حجت ہے تو اہل علم کی اتباع کرنا بھی لازم ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

قرآن کی ایک آیت جس میں اللہ تعالی نے جہاں اپنے اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا وہی یہ بھی حکم دیا کہ اطاعت کرو اولی الامر کی اور اولی الامر کی تشریح میں اگرچہ مختلف اقوال ہے لیکن اسکے مفہوم کا لب لباب "اہل علم" ہے، تفسیر الاکلیل میں بھی متعدد اقوال ذکر کئے ہے ان میں سے ایک قول پر بنظر اختصار اکتفاء کرتا ہو اور وہ قول یہ ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[29]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی بھی اطاعت کرو اور تم میں سے جو لوگ صاحب اختیار ہو انکی بھی۔

تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" میں مذکورہ بالا آیت کی تشریح ملاحظہ ہو۔

وابن عباس و مجاھد والحسن انھم اولو العلم والفقہ اوجب اللہ طاعتھم[30]

ترجمہ: اور ابن عباس و مجاھد و حسن سے یہ مروی ہے کہ اولی الامر سے اہل علم اور اہل فقہ مراد ہے جن کی اطاعت کو اللہ تعالی نے واجب کیا ہے۔

اجماع کن کا معتبر ہیں۔

کیا صرف صحابہ کرام کا اجماع معتبر ہے یا تمام زمانوں میں کبھی بھی اجماع کا انعقاد ہو سکتا ہے؟ تو اس میں دو قول ہیں:

الاول: "ان الاجماع اجماع الصحابة دون من بعدھم"، الثانی: "ان الاجماع حجة فی کل العصور"[31]

ترجمہ: اول: یقینا اجماع صرف صحابہ کا معتبر ہے، نہ کے انکے بعد والوں کا اجماع۔دوئم: بیشک اجماع تمام زمانوں میں معتبر ہے۔

پہلے قول کا مطلب تو ظاہرا یہی ہے کہ اجماع صرف صحابہ کرام کا معتبر ہے، جبکہ دوسرے قول کا مطلب اسکے بر خلاف یہ ہے کہ اجماع تمام زمانوں میں اور پورے امت محمدیہ کا اجماع معتبر ہے، لیکن کچھ اسکے پس منظر اور حاصل بحث ملاحظہ کرنے کے بعد دونوں اقوال کا حقیقتا نتیجہ جو نکلے گا اس سے پھر یہ ثابت ہو جائے گا کہ اجماع تمام زمانوں میں حجت بن سکتا ہے۔

مذکورہ بالا اقوال میں پہلا قول "کہ اجماع صحابہ ہی کا معتبر ہے" تو وہ امام احمد کے دو روایتوں میں ایک ہے یعنی اسکے علاوہ بھی ان سے ایک اور روایت منقول ہے، پھر انکے اس طرح کا نقطہ نظر پیش کرنا اصل میں اس فلسفہ کے ساتھ ہے؛ کہ اجماع میں اتفاقِ کل ہو اور ان مجتھدین کا حصر بھی کیا جا سکتا ہو، تو ایسے شرائط صحابہ کے زمانے کے علاوہ میں محال ہے، تو اجماع کو صرف صحابہ کرام کے زمانے تک منحصر جو کیا ہے وہ صرف اس دشواری کی وجہ سے تھا۔ امام احمد کے اس قول کی ایک توجیہ یہ بیان کی گئی ہے "موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی" میں کہ ممکن ہے انکے قول کا مطلب اعلی اور اسفل کے مراتب کا بیان ہو یعنی صحابی کرام پر انحصارِ اجماع کا قول بربنائے اعلی و اسفل ہو۔ جبکہ دوسرا قول امت کے جمہور علماء کا قول ہے اور یہ رائے مختار اور پسندیدہ ہے، اجمالا حنابلہ نے بھی دوسرے قول کی طرف توجہ کی ہے یعنی اجماع تمام زمانوں میں معتبر ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات کہ امام احمدؒ کا نقطہ نظر اور رائے کیا تھی تو صحیح بات یہی ہے کہ وہ اجماع کو حجت مانتے تھے۔ قاضی ابو یعلیؒ نقل کرتے ہے:

اجماع حجت قطعیہ ہے، اس کا اعتبار کرنا واجب ہے اور اسکی مخالفت حرام؛ کیونکہ امت کا خطا پر اجتماع ممکن نہیں، امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے [32]۔ اجماع کو صرف صحابہ کرام کے ساتھ خاص کرنے والے جن احادیث سے استدلال کرتے ہے ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا اجماع حجت ہے، مگر یہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ بعد کے فقہاء کا اجماع حجت نہیں۔ [33]

اجماع میں اھل حل وعقد میں سے کسی کا اختلاف ہو جائے

اھل حل وعقد میں سے کسی کی رائے اجماع کے خلاف ہو یا ائمہ مذہب میں سے کوئی مخالفت کرے تو ایسا اجماع منعقد نہیں ہوتا اور یہ بات صحیح اور درست ہے۔ امام نووی کا قول ہے: "اھل حل وعقد میں سے کسی کا اگر اجماع میں اختلاف ہو جائے تو یہ اجماع منعقد نہیں ہوتی" [34]۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلط فہمی کا تذکرہ بھی کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ اجماع کو حجت نہیں مانتے۔ یہ قول غلط ہے، اس کا تذکرہ یہاں پیش کیا جاتا ہے اور آخر میں اسکی تائید میں جو کچھ تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" میں مذکور ہے وہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ جو لوگ اجماع کا دعوی کرتے ہیں جبکہ وہ اجماع ہوتا نہیں تو امام شافعیؒ ایسے لوگوں کے اقوال کی تردید کرتے ہے اور ان پر تنقید کرتے ہے اور اس پر سختی کرتے ہیں، لہٰذا اس سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہو جاتا ہیں کہ امام شافعیؒ اجماع کے قائل نہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ ومن یشاقق الرسول "اس آیت کا تذکرہ پہلے "دلائل حجیت اجماع" کے ذیل میں ہو چکا ہے، اس آیت سے سب سے پہلے اجماع کی حجیت کا جو ثبوت پیش کیا گیا ہے وہ سب سے پہلے امام شافعیؒ کی طرف منسوب کی گئی ہے، یعنی امام شافعیؒ ہی نے سب سے پہلے اجماع کی حجیت کا باقاعدہ سے ثبوت اس آیت سے پیش کیا ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہے: امام شافعیؒ نے اپنے کتاب "الام" میں اجماع کے حجیت پر روشنی ڈالی ہے۔ ومن یشاقق الرسول۔۔۔ سے اجماع کی حجیت پر غالبا سب سے امام شافعیؒ ہی نے استدلال کیا ہے۔ [35]

امداد الاحکام میں اس بات کو حاشیہ میں نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے مندرجہ ذیل حدیث سے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا ہے۔

"تین چیزیں ایسی ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، عمل میں اللہ کیلئے اخلاص، مسلمانوں کی خیر خواہی اور جماعت مسلمین کا اتباع، کیونکہ ان کی دعا پیچھے سے ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے"[36]

تفسیر "الأکلیل فی استنباط التنزیل" میں امام شافعی سے متعلق تذکرہ کچھ یوں بیان ہوا ہے: استدل به الشافعي وتابعه الناس بقوله : "وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ" على حجية الاجماع وتحريم مخالفه متبع غير سبيل المومنين وقد توعّد عليه۔[37]

ترجمہ: اس سے امام شافعی نے اجماع کے حجت ہونے پر استدلال کیا ہے اور لوگوں نے امام شافعی کی اتباع کی ہے اس ارشاد باری تعالی کے سبب: "اور مسلمانوں کے راہ کے خلاف چلے" اور اجماع کے مخالفت کے حرام ہونے پر امام شافعی نے استدلال کیا ہے کیونکہ اجماع کا مخالف مسلمانوں کے راہ کے خلاف کا اتباع کرتا ہے اور اس پر وعید آئی ہے۔

خلاصہ بحث:

اجماع امت کی حجیت کا دار مدار اور بنیاد قرآن وحدیث کے وہ ارشادات ہے جس میں اہل علم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے خلاف کرنے پر سخت وعید ہے، احادیث میں ایسی جماعت کے متعلق تذکرہ موجود ہے کہ ایسے گروہ کے ساتھ اللہ تعالی کی مدد ونصرتِ غیبی شامل حال ہوگی، ایسی ایک جماعت ہمیشہ خیر پر رہے گی اور ایسی جماعت جب کسی حکم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اخذ کریگی تو وہ اللہ تعالی کے ہاں قابل قبول ہوگا۔ ایسے گروہ اور فرقہ کی اتباع کا حکم ہے جو آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے راہ پر ہو اور ایسے فرقہ کیلئے حدیث کی رو سے مخصوص نام تک بھی استعمال ہوئے ہے جن میں ایک "سواد اعظم" اور اسی طرح "الجماعۃ" ہیں۔ یہی سے اجماع امت کے حجت ہونے اور اجماع کے اصل ثالث ہونے کی بنیاد پڑتی ہے اور اجماع کے حجت ہونے کا وجود اور تصور پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مولانا ظفر احمد عثمانی بیان کرتے ہے: "ایسے جماعت کی اتباع کی خصوصیت یہ ہے کہ "ان پر اللہ تعالی کا ہاتھ ہے" اور انکی اتباع کی تاثیر یہ ہے کہ وہ نفس وشیطان کی حیلہ سازیوں سے بچاتا ہے۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات ہمیں معلوم ہوتی ہے، فساد و بگاڑ پھیل جانے کے باوجود مسلمانوں کا ایک فرقہ جو کبھی گمراہ نا ہوگا اور حجیت اجماع کا حاصل ہے کہ امت کا متفقہ عقیدہ، عمل یا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ اسکا اتباع فرض اور مخالفت سخت حرام ہے" ۔(38) اجماع جو دلیل شرعی ہے یہ قران وسنت کی روشنی میں ہوتی ہے مگر اجماع منعقد ہونے کے بعد ایک مستقل حجت کی حیثیت اختیار کرتی ہے۔ اور اجماع کسی مسئلہ پر اس وقت ہو سکتا ہے کہ کسی مسئلہ سے متعلق قرآن وحدیث میں کوئی صراحت موجود نہ ہو۔

حوالہ جات

[1] ابن منذر۔ الاجماع۔ مرکز الاسکندریۃ للکتاب (س ن) ص:10

[2] الیوسف 15:12

[3] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی۔ مصر: دار الھدی النبوی (2013) ج:1۔ ص:24

[4] الیونس 71:10

[5] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی۔ مصر: دار الھدی النبوی (2013) ج:1۔ ص:25

[6] شوکانی، محمد۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول (2000ء) ج:۱۔ ص ۳۴۸

[7] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی۔ ص:43

[8] عثمانی، ظفر احمد۔ امداد الاحکام۔ کراچی: مکتبہ دار العلوم (2009)ج:1۔ ص:92

[9] النساء4:23

[10] بخاری، محمد۔ کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان یقبض و بیع مالیس عندک۔ رقم:2136

[11] عثمانی، ظفر احمد۔ امداد الاحکام۔ کراچی: مکتبہ دار العلوم (2009)ج:1۔ ص:85

[12] النساء4:115

[13] البقرۃ2:143

[14] سیوطی، عبد الرحمن۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ لبنان: دار الکتب العلمیۃ(1981)ص:33

[15] السدیس، عبد الرحمن بن عبد العزیز۔ الاجماع عند الاصولیین، لنیل درجۃ الماجستر، جامعہ ام القری کلیۃ الشریعۃ والدرسات الاسلامیۃ۔ ص:70

[16] آل عمران3:110

[17] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی۔ ص:30

[18] سجستانی، سلیمان۔ سننِ ابو داود۔ کتاب السنۃ۔ باب فی الخوارج۔ رقم:4758

[19] محمد بن یزید۔ سننِ ابن ماجہ۔ کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم:3950

[20] البقرۃ2:143

[21] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ پشاور: دار الکتب(1292)۔ ص:74

[22] سرخسی، محمد۔ اصول السرخسی۔ حیدر آباد دکن: احیاء المعارف النعمانیۃ(س ن)ج:1۔ ص:295

[23] آمدی، علی۔ اَلاَحکام فی اَصول الاَحکام۔ ریاض: دار الصمیعی للنشر والتوزیع(1424ھ)ج:ا۔ ص:262

[24] الاَحزاب33:33

[25] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ ص:515

[26] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی فقہ الاسلامی۔ ص:29

[27] النساء4:59

[28] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ ص:245

[29] النساء4:59

[30] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ ص:244

[31] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی۔ ص:35

[32] رحمانی، خالد سیف اللہ۔ فقہ اسلامی تدوین و تعارف۔ سہارنپور: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند(2008)ص:302

[33] عثمانی، ظفر احمد۔ امداد الاحکام۔ ص:85

[34] القحطانی، اسامہ بن سعید۔ موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی۔ ص:54

[35] رحمانی، خالد سیف اللہ۔ فقہ اسلامی تدوین و تعارف۔ ص:279

[36] عثمانی، ظفر احمد۔ امداد الاحکام۔ ص:71

[37] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن۔ الاکلیل فی استنباط التنزیل۔ ص:259